Lesson 32. Al-Baqarah (Ayaat 243 - 252): Day 107 سُوْرَۃُ البَقَرَۃ کی تفسیر

اگلی آیات دیکھتے ہیں۔یوں لگتا ہے جیسے یہ ایک الگ واقعہ ہے۔فرمایا جارہا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا؟ معنی ہیں کہ غور سے دیکھو!

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الۡمَلَاِ مِنۡۢ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰى‌ۘ اِذۡ قَالُوۡا لِنَبِىٍّ لَّهُمُ ابۡعَثۡ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ؕ قَالَ هَلۡ عَسَيۡتُمۡ اِنۡ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوۡا ؕ قَالُوۡا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَقَدۡ اُخۡرِجۡنَا مِنۡ دِيَارِنَا وَاَبۡنَآٮِٕنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقِتَالُ تَوَلَّوۡا اِلَّا قَلِيۡلًا مِّنۡهُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ﴿۲۴۶﴾

بھلا تم نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو نہیں دیکھا جس نے موسیٰ کے بعد اپنے پیغمبر سے کہا کہ آپ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کردیں تاکہ ہم خدا کی راہ میں جہاد کریں۔پیغمبر نے کہا کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جائے تو عجب نہیں کہ لڑنے سے پہلو تہی کرو۔وہ کہنے لگے کہ ہم راہ خدا میں کیوں نہ لڑیں گے جب کہ ہم وطن سے (خارج) اور بال بچوں سے جدا کردیئے گئے۔لیکن جب ان کو جہاد کا حکم دیا گیا تو چند اشخاص کے سوا سب پھر گئے۔اور خدا ظالموں سے خوب واقف ہے۔

یہ موسیٰؑ سے تین سو سال بعد کا واقعہ ہے۔جب بنی اسرائیل نے اپنے نبی سیموئیلؑ (بعض روایات میں شمعون) سے کہا۔انہوں نے پیغمبر یا لیڈر کی بجائے بادشاہ مانگا۔نبیؑ نے فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو۔جب حکم آجائے تم مکر جاؤ۔نبیؑ کا تجربہ بول رہا تھا اور انہیں جوش دلانے کے لئے کہا۔

بظاہر دین کے لئے لڑنا چاہ رہے ہیں لیکن منہ سے سچی بات نکل گئی کہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دیا گیا ہے اور گھر والوں سے جدا کردیا گیا ہے۔۔جہاد صرف وہی ہے جو اللہ کے لئے لڑا جائے۔

پھر نبیؑ نے اُن کی فرمائش پر اُن کے لئے لیڈر چن لیا۔ پھر جب جہاد کا حکم ملا تو اپنے وعدے سے پھر گئے۔

یہ عیسیٰؑ سے ایک ہزار پہلے کا واقعہ ہے۔ یہ وہ دور تھا جب نبیؑ حکمران بھی تھے اور پیغمبر بھی ہوتے تھے۔ داؤدؑ پیغمبر بھی تھے اور حکمران بھی۔

اور یہاں ہمیں کیا نظر آرہا ہے کہ بنی اسرائیل نبی کی قیادت پر خوش نہیں تھے اور کوئی اور لیڈر مانگ رہے تھے جب وہ بھی مل گیا تو پھر لڑنے سے انکار کر دیا۔ نبی نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ وہ صرف اللہ کے دین کے لئے کام کرتا ہے۔ (سب اللہ کی خاطر کام کر رہے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو بھی دیکھیں کہ ہم جو اور جیسا کام بھی کرنا پڑے اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کرتے ہیں؟)

ہمیں اللہ کے نبیؐ کی سیرت دیکھنے سے یہ پتا چلتا ہے کہ کسی بھی جنگ کا فیصلہ ہونے کے لئے ایک مہینہ کافی ہوتا ہے۔ یا آر یا پار۔ اللہ کے نبی نے ۹۸٪ جنگیں جیتی تھیں۔ کیونکہ وہ اور اُن کے صحابہ کرامؓ کا مقصد اللہ کی رضا تھا۔ اور ہمارے ارد گرد دیکھ لیں کہ ہم ساٹھ سال سے ایک زمین کے ٹکڑے کا فیصلہ نہیں کروا پا رہے۔ اللہ کی مدد وہاں آتی ہے جہاں اُس کی رضا کا خیال رکھا جائے۔

اَب اپنے آپ کو دیکھ لیں کہ ہم دین کا کام کس کے لئے کر رہے ہیں؟ اپنی نیّت نیک رکھیں۔ اللہ کی مدد ملے گی۔ دُنیا اور آخرت میں کامیابی اور فلاح ملے گی۔ اللہ غیب سے مدد کر دیتا ہے۔ آپ نیک اِرادے کر لیں۔ اللہ آپ کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔

اللہ کی مدد لینا بہت آسان ہے۔ آپ دین کا علم کیوں حاصل کریں؟ اپنی اصلاح کریں گی۔ اپنے گھر والوں کی اصلاح کرونگی۔ پھر اللہ کے دین کا علم دوسروں کو دونگی۔

بہت کم لوگوں کو اپنی کمی یا کوتاہی کا علم ہوتا ہے۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ ہمارا لیڈر رہی اچھا نہیں ہے۔ انہوں نے پیغمبروں کی بات ہی نہیں مانی۔ اپنا تنقیدی جائزہ لیا کریں کہ ہم تو ایسا کچھ نہیں کرتے؟ یہاں صحابہ کرامؓ کے لئے بھی سبق ہے۔ کہ آپ اپنے گھر اور خاندان والے مکّہ میں چھوڑ کر آئے ہیں۔ آپ کی نیّت بنی اسرائیل جیسی نہیں ہونی چاہیئے۔

جب بنی اسرائیل نے لیڈر مانگا تو اللہ نے نبی کو وحی کی اور نبیؑ نے وحی کے حکم پر طالوت کو مقرر کر دیا۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٧﴾ اور پیغمبر نے ان سے (یہ بھی) کہا کہ خدا نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ وہ بولے کہ اسے ہم پر بادشاہی کا حق کیونکر ہو سکتا ہے بادشاہی کے مستحق تو ہم ہیں اور اس کے پاس تو بہت سی دولت بھی نہیں۔ پیغمبر نے کہا کہ خدا نے اس کو تم پر فضیلت دی ہے اور (بادشاہی کے لئے) منتخب فرمایا ہے اس نے اسے علم بھی بہت سا بخشا ہے اور تن و توش بھی (بڑا عطا کیا ہے) اور خدا (کو اختیار ہے) جسے چاہے بادشاہی بخشے۔ وہ بڑا کشائش والا اور دانا ہے۔

طالوت ایک عام شخص تھے۔ بنی اسرائیل کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ وہ اصل میں بادشاہت چاہ رہے تھے۔ کچھ لوگ آگے بڑھنا چاہتے ہیں تا کہ اُن کا نام ہو۔ بنی اسرائیل کی یہ خامی ہمیں ہر دور میں نظر آتی ہے۔ خود پسندی اور اَنا۔

مکّہ والے بھی یہی کہتے کہ اگر نبی بننا ہی تھا تو یہ غریب اور یتیم آدمی کیوں نبی بنا؟ کوئی ہم میں سے امیر اور جاہ و جلال والا نبی بنتا۔ عام طور پر لوگ حکومت میں کیوں آنا چاہتے ہیں؟ لوگوں کی خدمت کے

لئے؟ بہت کم لوگ اس مقصد سے آگے آتے ہیں۔ زیادہ تر لوگوں کے پاس اتنا مال ہی نہیں ہے۔ اسی پر علامہ اقبالؒ نے کہا؛

جلال بادشائی ہو کہ جمہوری تماشا ہو - جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

بنی اسرائیل کی سوچ کچھ اور تھی۔ نبی کو اللہ کا فیصلہ پسند تھا۔ اللہ جس کو چُننا چاہے اُس کی مرضی ہے۔ عام طور پر دنیا میں ہم بہترین شخص کو چنتے ہیں۔ کسی انسان میں چاہے دنیا کی ساری خوبیاں ہوں۔ گرائمر پر عبور، حدیث کا علم، قرآن فہمی۔ لیکن اللہ اپنے دین کا کام اپنی مرضی سے لے گا۔ اللہ نیّت کو جانتا ہے۔ اللہ آپ کے دل کی تڑپ کو دیکھتا ہے۔ اللہ کے کام کرنے والوں کی خاص خوبیاں یہ ہیں؛ "اس نے اسے علم بھی بہت سا بخشا ہے اور تن و توش بھی" علم اور آپ کی ذاتی خوبیاں۔ جسم سے مراد جسمانی خوبیاں۔ آپ کا اخلاق، روّیہ۔

طالوت قبیلہ بن یامین سے تھے۔ بائبل میں ان کا نام سیموئیل ہے۔ 30 سال عمر تھی اور انتہائی خوبصورت تھے۔ قد آور تھے۔ آج ہمارے مذہبی اور سیاسی لیڈر کیسے ہونے چاہئے؟ ہم نے مذہب اور سیاست کو ساتھ لے کر چلنا ہے؛

علم ہونا چاہئے۔ خشیت والا ہو۔ قابلیت ہو۔ علم سے دلیل دے سکیں۔ بات کرنے کا سلیقہ ہو۔ آج وہی یہ بات کرے گا جس کے اندر وہ بات رچی بسی ہے۔ جس کو خود یقین ہے۔ جس کا اپنا عقیدہ پختہ ہے۔ ادھورا علم شک پیدا کرتا ہے۔ جب تک سو فیصد یقین نہ ہو اپنی رائے نہ دیں۔ یہ کہنا بہتر ہے کہ مجھے معلوم نہیں۔ صبر کریں۔ نیا علم نئے کپڑوں کی طرح ہے دل کرتا ہے سب کو دکھائیں۔

اپنی عبادات اور اپنے علم کو اپنے لئے توانائی بنائیں۔اس کو ظاہر نہ کرتے پھریں کہ مجھے یہ آتا ہے وہ کر سکتی ہوں۔ جتنا اندر رکھیں گے اُتنا ہی اوپر اُٹھیں گے۔ آپ کا علم خود ہی آپ کے روّیے سے ظاہر ہو جائے گا۔ جگہ جگہ باتیں کرنے سے ایک تو نظر لگتی ہے اور غلط فہمی بھی جنم لیتی ہے۔

طالوت کے بارے میں دوسری بات تھی۔' اور تن و توش بھی" یوسفؑ کے بارے میں بھی یہی بات کی گئی تھی۔ کہ ظاہری جسم بھی اہمیت رکھتا ہے۔ایک مریل اُستاد سے کوئی نہیں ڈرتا۔ ہم کلاس میں جب تک ادب اور اُصولوں کا خیال نہیں رکھیں گے کلاس کا ماحول صحیح نہیں رہے گا۔ علم کا سفر انسان کو توڑ دیتا ہے۔ اُستاد اپنے طالب علم کو سنوار دیتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ علم انسان کے اندر جذب ہو جائے۔ آج مسلم اُمّت میں اتنے بڑے بڑے عالم ہیں۔ ان کے پاس ایک علمی خزانہ ہے لیکن کوئی انہیں جانتا تک نہیں۔ علم کو آگے نہیں پہنچا پائے۔ چار لوگوں میں بیٹھ کر بات نہیں کر سکتے۔

آپ کی اُستاد کی حیثیت سے شخصیت / پرسنالٹی خوبصورت ہونی چاہیئے۔ خود اعتمادی ہونی چاہیئے۔

ہم کپڑوں اور زیور کی بات نہیں کر رہے۔ تربیّت بہت اہم ہے۔

پیش کیسے کرنا ہے یہ سیکھنے کی ضرورت ہے۔

پھر نبی فرماتے ہیں؛ اور خدا (کو اختیار ہے) جسے چاہے بادشاہی بخشے۔

اللہ کسی سے پوچھ کر نہیں دیتا۔ اللہ کی مرضی ہے جسے عطا کرے۔ اللہ کے نبیؐ یتیم تھے اور مالدار نہیں تھے۔ جب کسی کی نعمت دیکھا کریں تو دل میں یہ کہا کریں کہ یا اللہ یہ تیرا فیصلہ ہے۔

' وہ بڑا کشائش والا اور دانا ہے۔' اللہ کی خوبیاں دیکھیں۔ پھر آج ہم مسلمانوں کو اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کرنی ہیں۔ وسعتِ قلبی۔ کھلا دل۔ دوسروں کو برداشت کریں۔ علم اور عقل سے کام لیں۔

یہاں بادشاہت کی بات کی گئی ہے۔ زیادہ تر صدر اور وزیر ہیں۔ اسلام کیا کہتا ہے؟

ناموں سے کچھ نہیں ہوتا۔ اصل بات ہے کہ سسٹم کیسا ہے۔ اگر عدل اور انصاف ہے۔ عادل حکمران اللہ کے عرش کے سائے تلے ہوگا۔ اگر کوئی نام رکھ لے خلیفۃ المسلمین رَکھ لے لیکن عمل اچھا نہ ہو تو سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔

آج ہمیں اسلامی علم کی ضرورت ہے۔ اسلامی قانون سے زیادہ علم حاصل کرنے پر توجہ دیں۔ پھر وہ معاشرہ بنے گا جو مدینہ میں بنا تھا جہاں کسی سے چوری یا زنا ہو جاتا تو خود حاظر ہوتا کہ مجھ پر حد لگائیں غلطی کر بیٹھا ہوں۔ علم ہم سب کے لئے لازمی ہو جائے۔ ہر فرد یہ فیصلہ کرے کہ روزانہ ایک گھنٹہ دین کا علم حاصل کروں گا / گی۔ حکومتیں ایسے انتظام کریں کہ جہاں ہر ادارے میں دین کا علم ملے۔ آپ خود اپنے لئے کوشش کریں۔ مسلمانوں میں پھر خیر آئے گی۔ آج ہمارا جو حال ہے، اسی سے ہمارے لئے خیر اُٹھے گی۔ شکل صورت سے کچھ نہیں ہوتا۔ موسیٰؑ کالے تھے فرعون گورا اور خوبصورت تھا۔ اللہ ہمارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

فرد کی اصلاح کریں ۔ اُمتِ مسلمہ کو تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے ہم اپنی اصلاح کریں ۔ پھر اپنے گھروں کی پھر معاشرہ سنورے گا اور پھر جیسی عوام ویسے حکمران آئیں گے پھر اللہ کی مدد آئے گی۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٤٨﴾ اور پیغمبر نے ان سے کہا کہ ان کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئے گا جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تسلی

(بخشنے والی چیز) ہو گی اور کچھ اور چیزیں بھی ہوں گی جو موسیٰ اور ہارون چھوڑ گئے تھے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے ایک بڑی نشانی ہے۔

اللہ نے اُن کی تسلی کے لئے معجزے کی نشاندہی کی۔

کہ طالوت کے دور میں تمہیں تابوت واپس مل جائے گا۔ وہ ظالم حکمران جو ان سے تابوتِ سکینہ چھین کر لے گئے تھے (اللہ کی طرف سے) وہ جہاں بھی تابوت کو لے جاتے وہاں کوئی وباء آ جاتی۔ وہ تابوت کو منحوس سمجھنے لگے۔ اس دور میں قوموں کو معجزے دکھائے جاتے تا کہ وہ مان لیں۔

اللہ کے ہر فیصلے میں حکمت ہے۔ جیسے آج کے دور میں ہمیں کوئی کہے کہ مسلمانوں کو فلاں کام ہو جائے گا اور پھر ہم مان لیں۔ یہاں سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ کسی کی چیز چھین بھی لیں تو وہ فائدہ نہیں اُٹھا پاتا۔

اللہ نے جب کچھ کرنا ہوتا ہے تو اَسباب بھی پیدا کر دیتا ہے۔ ہم حیران ہو جاتے ہیں۔

اب طالوت نے کچھ شرائط رکھیں۔ تو اُن کے لیڈر نے اُن سے کہا؛

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي
وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۚ
فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ
قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو اللَّهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ
اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٢٤٩﴾ غرض جب طالوت فوجیں لے کر روانہ ہوا تو اس نے (ان سے) کہا کہ خدا ایک نہر سے تمہاری آزمائش کرنے والا ہے۔ جو شخص اس میں سے پانی پی لے گا (اس کی نسبت تصور کیا جائے گا کہ) وہ میرا نہیں۔ اور جو نہ پیئے گا وہ (سمجھا جائے گا کہ) میرا ہے۔ ہاں اگر کوئی ہاتھ سے چلو بھر پانی پی لے (تو خیر۔ جب وہ لوگ نہر پر پہنچے) تو چند شخصوں کے سوا سب نے پانی

پی لیا۔ پھر جب طالوت اور مومن لوگ جو اس کے ساتھ تھے نہر کے پار ہو گئے۔ تو کہنے لگے کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ ان کو خدا کے روبرو حاضر ہونا ہے وہ کہنے لگے کہ بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے خدا کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے اور خدا استقلال رکھنے والوں کے ساتھ ہے۔

ظاہری حکمت یہ ہے کہ زیادہ پانی پینے سے انسان بوجھل ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ پیغام ملتا ہے کہ جیسا کہ نبیؐ نے فرمایا اس دنیا میں ایسے رہو جیسے اجنبی ہو یا راہ چلتے مسافر۔ صرف تھوڑی سی دنیا لے لو ضرورت کے مطابق۔ پیٹ بھرنے کی کوشش نہ کرو۔ جو دنیاداری میں پیٹ بھرنا چاہتے ہیں وہ اللہ کے کام نہیں کر سکتے۔ اب انہیں حکم تو یہ تھا کہ تھوڑا سا ضرورت کے مطابق پی سکتے ہو۔ لیکن جب پانی سامنے آیا، اپنا کوئی فائدہ نظر آیا تو سب احکام بھول جائیں۔ باتیں تو بڑی کریں جب عمل کا وقت آئے تو اپنی مرضی کریں۔

پھر جب باقی لوگ طالوت کے ساتھ گئے "تو کہنے لگے کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔" اب اپنے لئے دعا کریں کہ اللھم لا تجعلنا منھم۔ یا اللہ ہمیں ان میں سے نہ کرنا جو تیرا حکم نہیں مانتے۔ جو انکار کر دیتے ہیں۔ نبی کو کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی تو وہ خود ہی پیچھے ہو جاتے ہیں۔ جو سنّتوں پر عمل نہیں کرنا چاہتے وہ پھر راستے میں رُک جاتے ہیں۔

جو نبی کی نافرمانی کرے اُن سے نیک اعمال کرنے کی صلاحیت چھن جاتی ہے۔ آج ہم اپنا حال دیکھ لیں۔ ہماری زندگی نبی والی زندگی نہیں ہے۔ یہ جہاد ہے کہ ہم دین کا کام بھی کریں اور دنیا کے کام بھی پورے کریں۔ جب کچے پکے ایمان والے پیچھے ہٹ جائیں۔ تو ایمان والے حوصلہ مند رہے۔

اللہ کے نبیؑ کے ساتھ بھی تھوڑے لوگ تھے لیکن مضبوط قدم سے جمے رہے۔

"بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے خدا کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے اور خدا استقلال رکھنے والوں کے ساتھ ہے۔" اپنی تعداد پر مان نہیں کرنا۔ اللہ کا ساتھ ہی کافی ہے۔ اللہ موقع دیتا ہے اس سے فائدہ اُٹھائیں کیونکہ اگر اُس وقت نیکی نہ کی تو دوبارہ موقع شائد نہ ملے۔ دعا کریں اللہ ہمیں ایسے تھوڑوں میں کر دے۔ آمین۔ اللہ کے نبیؑ کے ساتھ کم لوگ تھے لیکن صبر والے تھے۔ علم کا سفر صبر کا سفر ہے۔

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٥٠﴾

اور جب وہ لوگ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابل آئے تو (خدا سے) دعا کی کہ اے پروردگار ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور (لشکر) کفار پر فتح یاب کر۔

اب کیا ہُوا۔ (1) نبی کی بات مان لی۔ (2) تیاری پوری کی۔ (3) دنیا تھوڑی لی۔ (4) باقی ساتھی جانے لگے لیکن خود ہمت سے وہیں رہے۔ (5) پھر اپنے رَبّ پر بھروسہ کیا، اللہ سے دعا کی۔

اللہ کی مدد اُن پر ہی آتی ہے جو اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں صرف اُسی سے مدد مانگتے ہیں۔ یہ سورت دو قوموں کی کہانی ہے۔ بنی اسرائیل اور اُمّتِ مسلمہ کا تقابل ہے۔ ہمیں سبق دیا جارہا ہے۔ بدر کا موقع ہمارے سامنے ہے۔ روایات سے پتا چلتا ہے کہ طالوت کے ساتھ بھی بدر جتنے 313 لوگ تھے۔

اُحد میں ہزار لوگ تھے لیکن فتح نہیں ملی۔ عبداللہ بن ابی کے ساتھ 300 لوگ پیچھے رہ گئے تو 700 لوگ تھے۔ کتنے لوگ ہیں یہ نہ دیکھو۔ کتنے کام کے ہیں یہ دیکھیں۔

اللہ یہ نہیں چاہتا کہ چار بلین مسلمان ہوں۔ اللہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہر ایک کے اندر ایمان کتنا ہے۔ اصل اللہ کی مدد ایمان کے ساتھ آتی ہے تعداد کے ساتھ نہیں۔

فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَآءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾

تو طالوت کی فوج نے خدا کے حکم سے ان کو ہزیمت دی۔ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر ڈالا۔ اور خدا نے اس کو بادشاہی اور دانائی بخشی اور جو کچھ چاہا سکھایا۔ اور خدا لوگوں کو ایک دوسرے (پر چڑھائی اور حملہ کرنے) سے ہٹاتا نہ رہتا تو ملک تباہ ہو جاتا لیکن خدا اہل عالم پر بڑا مہربان ہے ﴿۲۵۱﴾

یہاں اُمتِ مسلمہ کے لئے پیغام ہے۔ یہاں سے داؤدؑ کا کردار سامنے آتا ہے۔ داؤدؑ ایک عام چرواہے تھے۔ ان کے ہاتھوں سے جالوت مارا گیا۔ اللہ نے داؤدؑ کو عزّت بخشی۔ طالوت نے اپنی بیٹی کا نکاح داؤدؑ سے کر دیا۔ پھر نبوّت بھی مل گئی۔ ان کو زرہیں بنانے کا علم دیا۔ ان کے ہاتھوں میں لوہا نرم ہو جاتا تھا۔ جالوت لوہے کے لباس میں تھا۔ دیکھنے کے لئے صرف ایک آنکھ کی جگہ خالی تھی۔ داؤدؑ نے ایسا تیر مارا کہ نشانے پر لگا اور اُسی آنکھ میں گھس کر اس کو ہلاک کر دیا۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾ یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو سچائی کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں (اور اے محمد ﷺ) تم بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہو۔

اللہ ایسے ہی ایمان والوں کی مدد کرتا ہے۔ پچھلے دور قوموں پر عذاب آتے تھے۔ اب اللہ ایمان الوں کے ہاتھوں کافروں کو سزا دلواتے ہیں۔

یہ سچّی باتیں ہیں۔ قران کے قصّوں میں حق ہے۔

اگلا پورا پارہ '(اور اے محمد ﷺ تم بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہو۔ ۔ کی تفسیر ہے۔ اس پر ہم اگلے پارے میں بات کرینگے۔

الحمدللہ آج دوسرا پارہ مکمل ہُوا۔ رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ۔ بہت خوبصورت دعا ہے۔ اس کو یاد کریں۔